نے علم و فن کے پرانے ذخیروں کو کھنگالا۔ تجزیہ و تحلیل کر کے ان کا کھرا کھوٹا معلوم کیا، پھر خود نئے نئے علوم و فنون ایجاد کیے۔ ان کے قواعد و ضوابط مرتب اور مدون کیے اور پھر ہر علم و فن اور اس کی شاخ پر اعلیٰ سے اعلیٰ تصنیفات کے انبار لگا دیے۔ فرق باطلہ کے مزعومات، جو فلسفۂ یونان، نوافلاطونیت اور نسطوری اثرات کے ماتحت پیدا ہوئے تھے ان کی تردید اور مسلک حق کی تائید و توثیق میں قلم اور زبان کے وہ جوہر دکھائے کہ اب عالم ہی دوسرا ہو گیا، علمی، ثقافتی اور تہذیبی و تمدنی طور پر جن حالات نے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کیا تھا وہی حالات اس کا باعث ہوئے کہ سیاسی طاقت میں وسعت کے ساتھ علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کے اعتبار سے بھی مسلمان تاریخ کی ایک عظیم الشان قوم بن گئے؛ یہاں اسلام اور عیسائیت میں جو فرق ہے وہ بھی صاف نظر آتا ہے، عیسائیت کو جب سولہویں اور سترہویں صدی میں فلسفہ اور سائنس کا مقابلہ پیش آیا تو عیسائیت اس میدان میں جم نہ سکی اور پسپا ہو کر چرچ میں پناہ گزیں ہو گئی، لیکن اسی نوع کا مقابلہ جب اسلام کو پیش آیا تو نہ صرف یہ کہ وہ پسپا نہیں ہوا بلکہ جس طرح سیاسی فتوحات کے ساتھ اسلام ملکوں کے ملک اسلامی بناتا چلا گیا ٹھیک اسی طرح جن علوم و فنون سے اسلام کا سابقہ پڑا ان سب کو اس نے اسلامی علوم و فنون بنا لیا۔ چنانچہ آج کسی سائنس اور کسی علم و فن کی تاریخ ایسی نہیں ہے جو اس میں مسلمانوں کے حصہ کے تذکرہ کے بغیر مکمل کہلائی جا سکے۔

اب سوال یہ ہے کہ پہلی دوسری اور تیسری صدی ہجری میں جس اسلام نے اتنا بڑا معرکہ فتح کیا تھا یہ معرکہ آج وہ کیوں فتح نہیں کر سکتا، ہمیں غور کرنا چاہئے کہ آج وہ کون سے موانع اور دشواریاں ہیں جو اسلام کے راستہ میں حائل ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اسلام کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ تمام مذاہب عالم کی تاریخ کا یہ ایک عجیب و غریب سانحہ ہے کہ مذہب جب آتا ہے تو وہ ایک سوسائٹی پیدا کرتا ہے۔ یہ سوسائٹی اپنی

ایک تاریخ پیدا کرتی ہے۔ لیکن بعد میں آنے والی نسلیں اس تاریخ کو ہی شعوری یا غیر شعوری طور پر مذہب کا مرتبہ و مقام دے دیتی ہیں، چنانچہ جو فیصلے وہ تاریخ کی روشنی میں کرتی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ ہم مذہب کی روشنی میں کر رہے ہیں، حالانکہ مذہب اب پس منظر میں جا پڑتا ہے، یہی سانحہ اسلام کے ساتھ پیش آیا، ہمارا علم الکلام، ہمارا فقہ، درحقیقت یہ اس تاریخ کے عناصر ہیں جس کو اسلام کی پیدا کی ہوئی ایک انقلاب آفریں سوسائٹی معرض وجود میں لائی تھی، لیکن بعد کی نسلوں کے لئے تاریخ کے یہ اجزا ہی عین مذہب ہو گئے اور اب مذہبی امور و مسائل کے بارہ میں سارے فیصلے براہ راست قرآن و حدیث کی روشنی میں نہیں، بلکہ علم الکلام اور علم الفقہ کی روشنی میں ہونے لگے، چنانچہ قرآن مجید کی تفسیروں اور کتب حدیث کی شرحوں تک کا یہی رنگ ہو گیا ہے، ایک حنفی المذہب عالم کی تفسیر اور اس کی شرح حدیث حنفیوں کو اور شافعی المذہب عالم کی تفسیر شافعیوں کو ہی متاثر کر سکتی ہے، دوسروں کو نہیں!! اس بنا پر یہ بات ضروری ہے کہ ہم مذاہب فقہیہ کی شرعی حیثیت کو متعین کر لیں، اس کے بغیر مذہب کے اصل سرچشموں تک ہماری رسائی نہیں ہو سکتی اور نہ ہم ان سے وہ حرارت اور گرمی حاصل نہیں کر سکتے جو وقت کا اصل مطالبہ اور تقاضا ہے۔

بنو ہاشم اور بنو امیہ میں ازدواجی تعلقات

(۵)

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی استاذ شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

یہ ہے عہد اموی کے نوے سال کے دوران بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ازدواجی روابط کی دل چسپ، اہم اور مفصل تاریخ۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ دونوں قریشی خاندانوں کے درمیان اتنے وسیع، مختلف النوع اور نازک شادی بیاہ کے تعلقات تاریخ اسلام کے اور کسی دور میں نہیں رہے۔ گذشتہ صفحات کی تفصیل سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف عہد بنی امیہ میں دونوں قریشی عم زاد خاندانوں میں کم و بیش انتیس[29] شادیاں ہوئی تھیں، جن میں بنو امیہ اور بنو ہاشم کے لگ بھگ بتیس[32] جوڑوں نے حصہ لیا تھا اور کل افراد کی تعداد ۶۲ کے قریب تھی۔ اتنے وسیع تعلقات کے بارے میں بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ وہ نہ تو سیاسی، سماجی یا معاشی دباؤ کے تحت قائم ہوئے تھے نہ بے انصافی، ظلم یا جبر کے ڈنڈے کے زور سے۔ چند معاملات میں تو سیاسی مصالح، وقتی ضرورت یا کسی نوع کی سیاست کارفرما ہو سکتی ہے لیکن اتنے کثیر اور گوناگوں ازدواجی روابط کی اساس ایک صرف ایک ہو سکتی تھی اور تھی۔ اور وہ اساس تھی ان دونوں قریشی خاندانوں کے درمیان باہمی مفاہمت آپس میں سماجی لحاظ سے ہم مرتبہ اور کفو ہونے کا شعور اور خون کے رشتہ سے پیدا ہونے والی مہر و محبت۔ ایک طرح سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ عہد جاہلیت میں جو رشتۂ ازدواج کا بیج ان دونوں عم زاد خاندانوں کے درمیان بویا گیا تھا

وہ بعد کے ادوار میں ــــ عہد نبوی اور دور خلافت راشدہ ــــ میں پروان چڑھتا رہا اور عہد بنی امیہ میں وہ ایک تناور، سایہ دار اور عظیم درخت بن گیا۔ اور یہ درخت اتنا طاقتور تھا اور اس کی جڑیں زمین میں اتنی گہری پیوست تھیں کہ دولت بنی امیہ کے اواخر اور آغاز دولت بنی عباس میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کی سیاسی رقابت کی زبردست آندھی میں بھی وہ اپنی جگہ کھڑا ہی نہیں رہا بلکہ برگ و بار بھی لاتا رہا' جیسا کہ ہم اب دیکھیں گے۔

یہ عجیب تاریخی حقیقت ہے کہ عباسی انقلاب (۱۳۲ھ/ ۷۵۰ء) کے جلو میں آنے والی حشر سامانیوں' نفرتوں اور کدورتوں کے نتیجہ میں اموی خون کے دھارے بہنا ابھی پوری طرح بند نہیں ہوئے تھے کہ ہاشمی اور اموی خاندانوں کی فطری محبت و الفت کے سوتے ابلنے شروع ہوئے اور ابن حزم اندلسی اور بلاذری کے بقول دوسرے عباسی خلیفہ ابو جعفر عبداللہ المنصور (۱۳۶ھ/ ۷۵۴ء) تا (۱۵۸ھ/ ۷۷۵ء) نے اپنی خلافت کے دوران کسی وقت اپنے سیاسی رقیبوں مگر سماجی کفو' رشتہ داروں ــ بنو امیہ ــ سے پہلا ازدواجی رشتہ بہ نفس نفیس قائم کیا۔ بلاذری کا بیان ہے کہ منصور نے عالیہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خالد بن اسید اموی سے نکاح کیا تھا اور ساتھ ہی اس نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ تیمی مشہور صحابی رسول (متوفی ۳۶ھ/ ۶۵۶ء) کی اولاد میں سے ایک خاتون سے شادی کی تھی اور ان دونوں کو حجاز سے لانے کے لئے اپنے مولیٰ اسحاق الازرق کو بھیجا تھا۔[1] جبکہ ابن حزم نام لئے بغیر بیان کرتے ہیں کہ ابو جعفر منصور عباسی نے ابو عثمان بن عبداللہ بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کی اولاد میں ایک اور اموی خاتون سے شادی کی تھی جس سے دو بیٹے عباس بن منصور اور علی بن

---

[1] انساب الاشراف' چہارم (ب)' ص ۱۶۹۔

بن منصور پیدا ہوئے تھے۔ اور اسی اموی خاتون کی ایک بہن سے منصور نے اپنے ایک بیٹے جعفر (جو اس کا فرزند اکبر تھا اور جس کے نام پر اس کی کنیت تھی) کی شادی کر دی تھی اور یہ دونوں خواتین شب عروسی کے لئے بصرہ لائی گئی تھیں[1] غالباً یہ تینوں شادیاں آٹھویں صدی عیسوی کی چھٹی دہائی کے آس پاس ہوئی ہوں گی۔ ابن حزم نے یہ نہیں بتایا ہے کہ اس رشتہ سے جعفر بن منصور کی اولاد ہوئی یا نہیں۔ طبری کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ منصور عباسی کی ایک دختر عالیہ کی ماں بھی ایک اموی خاتون تھی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ مذکورہ بالا دونوں اموی خاندان میں سے کوئی عالیہ کی ماں تھی یا اس کی ماں کوئی اور تھی۔ طبری اس پر کوئی مزید روشنی نہیں ڈالتے ہیں لیکن غالباً اس کی ماں کوئی تیسری اموی خاتون ہی رہی ہو گی کیونکہ ماہرین انساب عموماً ان خواتین کی شادیوں کے ساتھ ان کی اولادوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس لئے قرائن یہی کہتے ہیں کہ عالیہ منصور کی تیسری اموی بیوی سے تھی۔ اگر یہ مفروضہ صحیح ہے تو منصور عباسی نے اپنی تین شادیاں اور ایک اپنے بیٹے کی شادی یعنی مجموعی طور پر چار شادیاں بنو امیہ میں اپنے دوران خلافت کی تھیں، اور یہ ایک بڑی اہم تاریخی حقیقت ہے۔ عالیہ بنت منصور عباسی کے سلسلہ میں جو گفتگو طبری نے محفوظ رکھی ہے اس سے بنو ہاشم اور بنو امیہ کے باہمی تعلقات اور مسئلہ ازدواج پر ان دونوں کے ایک دوسرے کے بارے میں رویہ کا اظہار ہوتا ہے۔ روایت یہ ہے کہ منصور عباسی نے اپنی دختر عالیہ کی شادی اسحاق بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس عباسی سے کر دی تھی۔ عالیہ کے شوہر کا بیان ہے کہ ان کے باپ نے شادی کے بعد ان سے کہا، "فرزند! میں نے تمہاری شادی وقت کی شریف ترین عورت عالیہ بنت امیر المومنین سے کی ہے۔" اسحاق نے اپنے باپ سے پوچھا کہ "ہمارے کفو کون ہیں؟" تو انھوں نے جواب دیا، "ہمارے دشمن بنو امیہ"[2] اس جگہ طبری کے ہی ایک اور بیان کا

---

[1] جمہرہ، ص ۱۹۔ [2] طبری، ہشتم، ص ۱۰۲۔

حوالہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جس سے تصویر کا دوسرا رخ بھی روشنی میں آجائے گا۔ مروان ثانی کے عہد میں جب حالات بہت دگرگوں ہوگئے اور عباسی دعوت قبول عام حاصل کرنے لگی تو آخری اموی خلیفہ کے کاتب وسکریٹری عبدالحمید بن یحییٰ نے خلیفۂ وقت کو مشورہ دیا کہ وہ بنو عباس (ابراھیم اور عبداللہ سفاح) کے ساتھ اپنی دختروں میں کسی کی شادی کردے تاکہ سیاسی آویزش ختم ہوسکے۔ بقول طبری مروان تو تیار تھا مگر بنو عباس اس وقت اس کے لیے آمادہ نہ تھے۔[1] اور اس انکار وعدم قیام رشتۂ ازدواج کے پیچھے محض سیاست کارفرما تھی چنانچہ جوں ہی سیاسی مطلع صاف ہوا بنو امیہ اور بنو عباس کے درمیان ازدواجی روابط قائم ہونے لگے۔ اسی سلسلہ میں ابن اثیر کا ایک بیان بھی قابل توجہ ہے۔ اس کے مطابق مروان ثانی کے قتل کے بعد اس کی بیویاں اور لڑکیاں گرفتار ہوکر صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس عباسی کے پاس آئیں۔ مروان اموی کی بڑی دختر صالح عباسی سے عرض پرداز ہوئی: "امیرالمومنین کے عم محترم! اللہ آپ کا اقبال بلند کرے! ہم آپ کی، آپ کے بھائی اور آپ کے چچا کی لڑکیاں ہیں! ہم نے اگرچہ آپ پر ظلم کیا تھا تاہم آپ ہم پر مہربانی کریں"۔ صالح بن علی عباسی نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ وہ ان میں سے کسی کو نہ بخشے گا۔ اور اس نے مروان ثانی اور اس سے قبل دولت بنی امیہ میں تمام ہاشمی مقتولوں کا ذکر کیا جو سیاست کی بھینٹ چڑھا دیئے گئے تھے۔ لیکن جب دختر مروان نے عباسی جنرل کے عفو وکرم کی دہائی دی تو صالح بن علی نے نہ صرف ان سب کو معاف کردیا بلکہ دختر مروان کو پیش کش کی کہ اس کی شادی اپنے بڑے بیٹے فضل بن صالح عباسی سے کردے مگر اموی دختر نے شکریہ کے ساتھ تجویز واپس کردی اور صالح نے ان سب کو عزت واحترام کے ساتھ ان کے بتائے ہوئے مقام کو بھیج دیا۔[2] غالباً خون کے

---

[1] طبری، ہفتم (اردو ترجمہ)، ص ۳۶۔ [2] الکامل، پنجم، ص ۲۸-۴۲۷

رشتہ کا بھی درد اور کفو ہونے کا بھی احساس تھا کہ سیاسی کشاکش کے وقتی اثرات کی تلخی جوں ہی کم ہوئی بنو امیہ اور بنو عباس نے سماجی و معاشرتی تعلقات قائم کرنے شروع کر دیئے جن کا آغاز عہد منصور عباسی سے ہوا جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔

جن ازدواجی روابط کا آغاز منصور نے کیا تھا ان کو اس کے جانشینوں اور اخلاف نے بھی قائم رکھا۔ اگرچہ اس دور میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ازدواجی رشتے اس سرعت اور وسعت سے قائم نہیں ہوئے جس طرح عہد اموی میں استوار ہوئے تھے۔ تاہم جو بھی چند حوالے ملتے ہیں وہ اس نئے دور میں دونوں قریشی خاندانوں کے معاشرتی تعلقات پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہیں۔ متعدد مورخین کی روایت ہے کہ منصور عباسی کے جانشین فرزند اور عباسی خانوادہ کے تیسرے خلیفہ محمد المہدی (۱۵۸ھ/۷۷۵ء تا ۱۶۹ھ/۷۸۵ء) نے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی اموی کے خانوادہ کی ایک دختر رقیہ بنت عمرو بن خالد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان اموی سے (۱۶۰ھ/۷۷۶ء) میں مدینہ میں شادی کی تھی جب وہ حرمین کی زیارت کے لئے گیا تھا۔ اس رشتہ سے مہدی کا ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو بچپن ہی میں فوت ہوگیا تھا اور پھر مہدی نے رقیہ اموی عثمانی کو طلاق دے دی تھی۔[۵۱] اس سلسلہ میں طبری کا مزید بیان ہے کہ مہدی عباسی کی انہی مطلقہ اموی بیوی ـــ رقیہ بنت عمرو عثمانیہ ـــ سے مہدی کے آخری ایام میں حسینی خانوادہ کے ایک فرد علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب حسینی ہاشمی نے شادی کر لی تھی۔ مہدی کے جانشین فرزند موسیٰ ہادی کو اپنے عہد خلافت (۱۶۹ھ/۷۸۵ء تا ۱۷۰ھ/۷۸۶ء) کے آغاز میں اس شادی کی خبر لگ گئی۔ موسیٰ الہادی نے علی حسینی کو بلا کر ڈانٹا پھٹکارا اور جاہل ٹھہرایا

---

۵۱ طبری، ہشتم، ص ۱۳۰؛ جمہرہ، ص ۸۰۔

اور کہا، "کیا امیرالمومنین کی بیوی کے علاوہ دنیا میں تمہارے لئے اور کوئی عورت نہیں رہ گئی تھی"؟ رقیہ عثمانی کے حسینی شوہر نے جواب دیا: "میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے علاوہ اللہ نے کسی دوسرے کی بیوی کو محرم قرار نہیں دیا، امہات المومنین کے سوا یہ فضیلت کسی اور عورت کو حاصل نہیں"۔ ہادی نے غصہ میں آکر علی بن حسین ہاشمی کو پانچ سو درے لگوائے اور طلاق دینے پر مجبور کیا، لیکن انھوں نے طلاق نہیں دی۔ آخر ہادی نے مجبور ہوکر ان کو رہا کر دیا۔ طبری تو مزید کچھ نہیں کہتے مگر کیا نتیجہ نکالنا غلط ہوگا کہ علی حسینی ہاشمی کا رقیہ عثمانی اموی سے یہ رشتہ تاحیات قائم رہا ہوگا۔[۵۱]؟

مہدی عباسی کے دوسرے جانشین فرزند اور دولت عباسیہ کے مشہور ترین خلیفہ ہارون الرشید (۱۷۰ھ / ۷۸۶ء تا ۱۹۳ھ / ۸۰۹ء) نے اس سلسلہ میں اپنے باپ کے نقش قدم کو اپنا رہبر بنایا۔ کہا نہیں جاسکتا کہ یہ حسن اتفاق تھا یا سوچا سمجھا منصوبہ مگر ہے ایک تاریخی اور واقعی امر کہ ہارون رشید نے بھی عثمانی خانوادہ کی ایک اموی خاتون سے شادی کی تھی۔ ان کے دو نسب بیان کئے گئے ہیں۔ ایک میں ہے کہ وہ عائشہ بنت عبداللہ بن سعید بن مغیرہ بن عمرو بن عثمان اموی تھیں۔ اور دوسرا ہے عائشہ بنت عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان اموی۔ لیکن اس پر اتفاق ہے کہ وہ جرشیہ عثمانیہ کے نام سے مشہور تھیں کیونکہ ان کی ولادت یمن کے مشہور مقام جرش میں ہوئی تھی۔ اگرچہ ان سے ہارون رشید کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تاہم وہ خلیفۂ عباسی کی زندگی بھر رفیق رہیں[۵۲] طبری نے ان کے بارے میں

---

۵۱ طبری، ہشتم، ص ۲۱۹۔

۵۲ زبیری، ص ۱۱۹؛ طبری، ہشتم، ص ۳۶۰؛ الکامل، ششم، ص ۲۱۶؛ باقی آئندہ

ایک دلچسپ حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ ان کے والد محترم کی نانی فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب ہاشمی حسینی تھیں اور ان کے باپ کے چچا عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی تھے[1] گویا وہ اپنی ننہال کی طرف سے حسنی حسینی تھیں۔ ہارون رشید کی وفات کے بعد مہدی کے ایک اور فرزند اور ہارون رشید کے بھائی منصور بن مہدی عباسی نے اپنی بیوہ بھاوج جرشیہ عثمانیہ سے شادی کر لی تھی۔ منصور بن مہدی عباسی نے طویل عمر پائی اور دسویں عباسی خلیفہ المتوکل باللہ کے عہد خلافت (۲۳۲ھ/۸۴۷ء تا ۲۴۷ھ/۸۶۱ء) تک جیتے رہے۔ لیکن ان سے اولاد نہیں ہوئی۔ اور انھوں نے جرشیہ عثمانی کو کسی وقت طلاق دے دی تھی[2]۔ زبیری اور ابن حزم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد جرشیہ عثمانیہ نے تا وفات شادی نہیں کی[3]۔ ابن حزم کا ایک مزید بیان ہے کہ اس کے بعد مہدی بن منصور عباسی نے ان کی پھوپی سے شادی کر لی تھی۔ لیکن اس سے زیادہ اس سلسلہ میں اور کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے[4]۔ ممکن ہے کہ عباسی خاندان یا بنو ہاشم کے دوسرے خاندانوں کے اور افراد نے بھی اموی دختروں

بقیہ گذشتہ۔ جمہرہ، ص ۷۷-۷۶۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس شادی کے بعد ہارون رشید عباسی نے اپنی اموی بیوی کے پاس خاطر میں اپنے برادر نسبتی محمد بن عبداللہ عثمانی اموی کو مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ غالباً یہ عہد عباسی میں پہلا بڑا عہدہ تھا جو کسی اموی کو تفویض ہوا تھا۔

[1] طبری، ہشتم، ص ۳۶۰۔

[2] زبیری، ص ۱۱۹؛ جمہرہ ص ۲۰ اور ۷۷

[3] ایضاً

[4] جمہرہ، ص ۷۷۔

سے یا بعد میں اموی افراد نے ہاشمی دختروں سے شادیاں کی ہوں لیکن ہمیں اس سلسلہ میں مزید معلومات نہیں ہو سکی ہیں۔ کتب سیر و تواریخ میں ان ازدواجی رشتوں کے مذکور نہ ہونے کا غالباً پہلا تاثر یہ قائم ہوتا ہے کہ اس کے بعد بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ازدواجی رشتہ یکلخت ختم ہو گیا۔ لیکن غالباً صورت حال یا امر واقعی یہ نہیں تھا۔ خیال یہ ہوتا ہے کہ اس عہد میں خاص کر عہد متوکل کے بعد سے عباسی خلافت زوال کی ڈھلان پر بڑی تیز رفتاری سے لڑھکنے لگی تھی اور اندرونی کشاکش اتنی بڑھ گئی تھی کہ مورخوں نے اپنی ساری توجہ سازشوں، ریشہ دوانیوں اور سیاسی افراتفری پر مبذول رکھی کہ وہی ان کی دل چسپی کا محور تھا اور دوسرے تہذیبی و تمدنی پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا۔ ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ المامون کے عہد خلافت (۱۹۸ھ/۸۱۳ء تا ۲۱۸ھ/۸۳۳ء) کے آغاز سے ہی ایرانی تاثرات بڑھنے لگے تھے اور خود المامون نے ایرانی خاتون بوران جو ملکہ بوران کے نام سے مشہور ہوئی اور جو اس کے وزیر حسن بن سہل ایرانی کی دختر نیک اختر تھی سے (۲۱۰ھ/۸۲۵ء) میں شادی کر کے حکمران خاندان کے لئے ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اس کے بعد عموماً خلفاء عباسی نے ایرانی اور بعد میں ترکی خواتین سے شادیاں کرنی شروع کر دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں کی باہمی شادیاں عام طور سے اور بنو ہاشم اور بنو امیہ کی خاص طور سے قصہ پارینہ بنتی گئیں۔ ہو سکتا ہے کہ سیاسی لحاظ سے غیر اہم اور عام امویوں اور ہاشمیوں نے ازدواجی روابط قائم رکھے ہوں مگر قرون وسطیٰ کی تاریخ ہو یا موجودہ ترقی یافتہ عہد جمہوریت کی، عوام کو تاریخ کے صفحات میں کب جگہ ملتی ہے؟ بہر حال جو کچھ ہو، گزشتہ صفحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان کم از کم تیسری صدی ہجری اور نویں صدی عیسوی کے وسط تک شادی بیاہ کے تعلقات برابر قائم ہوتے رہے۔ اس طرح تقریباً تین سو سال کے دوران تاریخ اسلام کے پانچ مختلف ادوار میں

ان دونوں قریشی عمزاد خاندانوں کے درمیان ازدواجی تعلقات کا ایک مسلسل اور ناقابل تردید سلسلہ ملتا ہے جو ان دونوں خاندانوں کی معاشرتی تاریخ کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے متعلقہ ادوار کی سماجی تاریخ پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔

آخر میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ہونے والے ازدواجی تعلقات کا ایک مجموعی جائزہ لینا ضروری سا ہے۔ اس سے ان دونوں عظیم قریشی خاندانوں کے باہمی تعلقات کے قیام کے علاوہ اس کے مختلف ادوار کی تحلیل کرنے اور ان مختلف ادوار میں ان ازدواجی تعلقات کے محرکات و عوامل اور سماجی و سیاسی پس منظر کا تجزیہ کرنے کا موقع ملے گا۔ مزید برآں عہد جاہلیت سے لے کر عباسی عہد کے زریں زمانہ تک تین سو سالہ ازدواجی روابط کا مجموعی تجزیہ بھی ہو سکے گا۔ تاریخی ترتیب کے مطابق بنو ہاشم و بنو امیہ میں شادی بیاہ کے رشتوں کی ابتدا ہاشم کے صاحبزادۂ گرامی عبد المطلب ہاشمی کے ہاتھوں ہوئی جب انھوں نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی عہد جاہلیت میں چھٹی صدی عیسوی کے وسط کے لگ بھگ امیہ کے نامور فرزند حرب کے ایک گمنام یا غیر مشہور بیٹے سے کی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ سلسلہ جنبانی کا آغاز بنی ہاشم کی طرف سے ہوا تھا یا بنی امیہ کی جانب سے۔ غالباً عرب سماج میں سلسلہ ازدواج کی تحریک بیٹی والوں کی طرف سے ہوتی تھی اسی لیے ایک جدید مؤرخ مونٹگمری واٹ کا خیال ہے کہ خود عبد المطلب نے پیش رفت کی ہوگی؛[1] لیکن درحقیقت اس سے چنداں فرق نہیں پڑتا کہ ابتداء کس طرف سے ہوئی تھی؟ اگر یہ صحیح ہے کہ دختروں کے رشتہ کی بات کا آغاز عبد المطلب کی طرف سے ہوا تھا تو ابو لہب کی شادی کے سلسلہ میں یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ تحریک یا پیش قدمی بنو امیہ کی جانب سے ہوئی ہوگی۔ حقیقت میں اصل معاملہ

---

[1] مونٹگمری واٹ، محمد ایٹ مکہ، لندن ۱۹۵۳ء، ص ۱۱

اور اصل اہمیت رشتہ ازدواج کے قیام کی ہے اور اس کی بنیاد جیسا کہ اوپر کے مفصل مباحثہ سے ثابت ہوتا ہے دونوں خاندانوں کے سماجی لحاظ سے ہم پلہ، مساوی اور ہم مرتبہ ۔ کفو ۔ ہونے پر تھا۔ اور یہی مساوات برابری اور کفو ہونے کا یقین اور خون کے رشتہ کا تعلق تھا جو ہر دور میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ازدواجی تعلقات قائم واستوار کرنے کا سبب بنا تھا اور وقتی اختلافات، عارضی سیاسی وسماجی یا معاشی تصادم ان کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوا تھا۔ عہد جاہلیت میں بنو امیہ اور بنو ہاشم کے درمیان دو موقعوں پر منافرہ (سماجی اعتبار سے ہم پلہ یا افضل ہونے کے مسئلہ پر اختلاف) ہوا تھا جن میں دونوں مواقع پر ہاشمیوں کو کامیابی حاصل ہوئی تھی جیسا کہ اس سے قبل کہہ چکا ہوں[1] لیکن اس کے باوجود ان دونوں قریشی خاندانوں میں عہد جاہلیت میں خود عبدالمطلب نے تین تین نسبتیں (اور اگر ان کی تیسری صاحبزادی کی شادی بنو امیہ کے حلیف سے ہونے کے واقعہ کو بھی شامل کر لیا جائے تو چار نسبتیں) بنو امیہ میں کی تھیں۔ یہی چار رشتے عہد جاہلیت میں ہوئے تھے۔ اول تو اپنے نتائج کے اعتبار سے یہ رشتے بذات خود کچھ کم نہ تھے لیکن اگر اس پس منظر میں ان کو دیکھا جائے کہ اس وقت بنو ہاشم کا خاندان بنو امیہ کے خاندان کے مقابلہ میں عددی اعتبار سے بہت چھوٹا تھا[2] تو ان کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ بہر حال اس زمانے

---

[1] ملاحظہ ہو خاکسار کا مضمون مذکورہ بالا، مطبوعہ برہان دہلی جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۲۔۵۔

[2] مؤرخین اور علمائے انساب کے مطابق بنو ہاشم کی نسل صرف عبدالمطلب کی صلب میں چلی کیونکہ ہاشم کے دوسرے تین فرزندوں کی یا تو اولاد ہی نہیں ہوئی یا ان کی نسل چلی بھی تو ان کی دختروں کی صلب میں جو عرب واسلامی سماج میں بنو ہاشم یا ہاشمی نہیں تھے۔ اسی طرح ہاشم کی دختروں کی نسل بھی ہاشمی نہیں تھی۔ خود عبدالمطلب کی نسل ان کے بارہ[12] فرزندوں میں سے صرف پانچ سے چلی۔ باقی آئندہ

میں دونوں خاندانوں کے درمیان بالکل مساوی سطح پر قرابت نہیں قائم ہوئی تھی کیونکہ تین ہاشمی دختریں بنو امیہ میں گئی تھیں جبکہ صرف ایک اموی صاحبزادی بنو ہاشم میں آئی تھی۔[۵]

عہد نبوی میں زمانہ جاہلیت سے زیادہ یعنی چھ رشتے بنو امیہ اور بنو ہاشم کے خانوادوں کے درمیان ہوئے۔ اگرچہ ان میں سے دو رشتے ظہور اسلام سے قبل ہوئے تھے لیکن چونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شباب میں انجام کو پہنچے تھے جس وقت آپ کو مکی سماج میں ایک اہم مقام حاصل ہو چکا تھا اس لئے ان دونوں رشتوں سے حضرت عقیل بن ابی طالب ہاشمی اور حضرت زینب بنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتوں سے کو عہد نبوی کا واقعہ شمار کرنا چاہئے اگرچہ تکنیکی لحاظ سے وہ زمانہ ما قبل اسلام کے رشتے تھے۔ بہر حال اس دور کے

بقیہ گزشتہ:- بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو صرف چار کی نسل باقی رہ گئی اور ان چار میں سے ابولہب کی نسل کے بارے میں ہماری معلومات صفر کے برابر ہیں۔ اس کے علاوہ ابولہب اور حارث کی نسلیں عددی اعتبار سے بہت مختصر تھیں۔ جبکہ ہاشم کے بھائی عبد شمس کی نسل ان کے متعدد فرزندوں سے، نہ صرف چلی بلکہ خوب پھلی پھولی۔ ان میں حبیب بن عبد شمس، امیہ اکبر، امیہ اصغر، عبد امیہ، نوفل، عبد العزیٰ اور ربیعہ کی اولادیں کثرت تعداد اور ثروت و سیاسی عظمت کے لحاظ سے قریش کے تمام خاندانوں سے آگے تھیں۔ تفصیل اوپر گذر چکی ہے، ملاحظہ فرمائیے صفحات ما سبق ہیں۔

[۱۵] مونٹگمری واٹ، محمد مکہ میں، ص ۳۱ کا یہ خیال کہ بیٹیوں کو اعلیٰ خاندانوں میں بیاہ دینے کی حقیقت کی بنا پر خود بیٹی والوں کا خاندان سماجی طور پر نمایاں مقام کا حامل ہوتا تھا صحیح نہیں ہے جیسا کہ اوپر کہا جا چکا بیٹی عرب سماج میں اعلیٰ خاندان میں بیاہی جاتی تھی جبکہ بہو کسی بھی خاندان سے لائی جا سکتی تھی۔ اعلیٰ خاندان کی دختر کا ادنیٰ خاندان میں بیاہنا سماجی عار سمجھا جاتا تھا۔ اس اعلیٰ و ادنیٰ کی تفریق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کی تھی۔

باہمی رشتوں میں اہم نکتہ یہ تھا کہ اگر تین ہاشمی دختر۔۔۔ رسول کریمؐ کی تین صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم۔۔۔ بنوامیہ میں بیاہی گئی تھیں تو اتنی اموی صاحبزادیاں ام المومنین حضرت حبیبہ بنت ابی سفیان، ان کی بہن ھند اور فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ۔۔۔ بنوہاشم میں بیاہ کر آئی تھیں اور اگر حضرت زید مولی رسول کریم کی اموی بیوی حضرت ام کلثوم بنت عقبہ کو بھی شامل کر لیا جائے تو اموی دختروں کی تعداد چار ہو جاتی ہے اور اس طرح بنوہاشم کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے۔

لیکن عہد خلافت راشدہ میں دونوں خاندانوں میں تمام دوسرے ادوار کی بہ نسبت سب سے کم رشتے قائم ہوئے۔ لیکن اگر بہ نظر انصاف اور غیر جانبدارانہ انداز سے دیکھا جائے تو یہ رشتے اپنی اہمیت کے لحاظ سے کسی طرح کم نہ تھے۔ براہ راست بنوہاشم اور بنو امیہ کے درمیان صرف دو رشتے اس زمانے میں قائم ہوئے ایک حضرت حضرت علی کا حضرت امامہ بنت ابی العاص اموی سے اور دوسرا حضرت علی کے بڑے بھائی حضرت عقیل کا فاطمہ بنت عتبہ اموی سے۔ اور یہ دونوں رشتے بہت اہم تھے۔ تیسرا رشتہ اگرچہ براہ راست بنوامیہ اور بنوہاشم کے خانوادوں میں نہیں قائم ہوا تھا تاہم اس لحاظ سے اس کی اہمیت تھی کہ حضرت حسین ہاشمی بنوامیہ کے داماد لگتے تھے۔ کیا یہ محض حسن اتفاق تھا کہ عہد خلافت راشدہ کے تمام رشتے حضرت علی اور ان کے عزیزوں اور خاندان والوں سے ہوئے؟ اگر یہ حسن اتفاق تھا تو بڑا ہی اہم، تاریخ ساز اور دلچسپ اتفاق تھا جس سے اس عقیدۂ فاسد کی جڑ کٹتی ہے کہ خلافت کے مسئلہ پر بنوامیہ اور بنوہاشم دو متحارب و متصادم گروہوں میں منقسم ہو گئے تھے۔

اموی دور خلافت بنوہاشم اور بنوامیہ کے باہمی ازدواجی تعلقات کا سنہری زمانہ ہے جس میں سب سے زیادہ رشتے قائم ہوئے۔ اس دور کے آغاز میں ہی ان کی ابتداء

ہوگئی تھی اور تین رشتے حضرت علی کی شہادت کے بعد قائم ہوگئے تھے۔ اپنے مخصوص تاریخی پس منظر میں حضرت علی ہاشمی کی تین دختروں کا بنی امیہ کی حکمراں شاخ میں منسوب ہونا بہت اہم ہے۔ بعد میں حسنی اور حسینی خانوادوں نے بنی امیہ کے مختلف خاندانوں سے شادی بیاہ کے روابط استوار کرنے میں دوسرے تمام ہاشمی خانوادوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ صرف حسنی خانوادہ کی چھ دختران گرامی نے بنوامیہ کے افراد سے نسبت قائم کی تھی اور اگر دوسری جانب سے دیکھا جائے تو بنوامیہ کے سات فرزندوں نے چھ حسنی دختروں سے نسبت کا شرف حاصل کیا تھا۔ جبکہ ایک حسنی فرزند نے بنوامیہ میں مصاہرت کا رشتہ قائم کیا تھا۔ اس لحاظ سے امویوں کا پلہ بھاری ہے کہ انھوں نے اپنی صرف ایک بیٹی بنوحسن بنو ہاشم میں بیاہی تھی جبکہ حسنی خانوادہ کی چھ دختر سات امویوں کو منسوب ہوئی تھیں مجموعی طور سے حسنی خانوادہ اور مختلف اموی خانوادوں میں آٹھ رشتے ہوئے تھے جو سب کے سب عہد اموی میں ہوئے تھے۔

حسنی خانوادہ کی طرح حسینی خانوادہ نے بھی بنی امیہ سے متعدد رشتے کیے تھے مجموعی طور سے حضرت حسین کے خانوادہ کے تین فرزندوں اور دو دختروں یعنی پانچ افراد نے اپنے عم زادوں سے رشتہ استوار کیا تھا۔ ان میں سے ایک دختر نے دو امویوں سے یکے بعد دیگرے شادی کی تھی۔ اس طرح ایک لحاظ سے دونوں کا تناسب برابر ہو گیا تھا کیونکہ حسینی خانوادہ کے تین داماد تھے تو اتنے ہی حسینی داماد امویوں کے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک دل چسپ حقیقت یہ ہے کہ حسینی فرزندوں اور دختروں میں سے بیشتر کے رشتے خلیفہ سوم کے خانوادہ عثمانی سے ہوئے تھے۔ ٹھیک ٹھیک ان کی تعداد چار تھی باقی دو رشتے سعیدی اور مروانی خانوادوں سے قائم کیے گئے تھے۔ ان چھ رشتوں میں سے پانچ دور اموی میں اور ایک عباسی عہد میں استوار ہوا تھا۔ کیا یہ ایک اہم حقیقت نہیں ہے ؟

حضرت علی کے دوسرے فرزندوں کی صلب سے جو خاندان چلے یعنی علوی خانوادے تو ان کے رشتے بنو امیہ سے بہت کم ہوئے۔ ان میں حضرت عمر بن التغلبیہ کا تو کوئی رشتہ نہیں ہوا البتہ باقی دو صاجزادوں محمد بن الحنفیہ اور عباس بن الکلابیہ کے خانوادوں کی ایک ایک صاجزادی نے بنو امیہ کے دو فرزندوں سے جن میں سے ایک سفیانی اور دوسرے سعیدی تھے رشتۂ ازدواج استوار کیا تھا۔ بہرکیف اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو حضرت علی کے تمام خانوادوں کے انیس ۱۹ افراد نے اس پورے زمانہ میں امویوں سے رشتہ داری کی تھی جبکہ دوسری جانب سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اکیس ۲۱ اموی حضرت علی کے مختلف خاندان سے شرف مصاہرت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ اور کل شادیاں یا جوڑے بائیس ۲۲ بنے تھے۔ عددی لحاظ سے دونوں طرف کے کل انتالیس ۳۹ افراد نے اس رشتہ داری میں حصہ لیا تھا۔ جس کے اعتبار سے دیکھا جائے تو حضرت علی کے خاندانوں کے کل چھ ۶ فرزند بنو امیہ میں بیاہے گئے تھے جبکہ خاندان علوی کی دختروں کی تعداد تیرہ ۱۳ تھی جو بنو امیہ سے منسوب تھیں۔ دوسری طرف بنو امیہ کی سات ۷ دختر علوی خاندانوں میں منسوب تھیں جبکہ اموی فرزندوں یا دامادوں کی تعداد چودہ ۱۴ تھی۔ ان صبر آزما اعداد و شمار سے بلاشک و شبہ ثابت ہوتا ہے کہ اموی حکمران خاندان نے دختروں کی شادی کے سلسلہ میں اپنی برتری قائم رکھی تھی۔

حضرت علی کے چار ممتاز خانوادوں کے علاوہ دوسرے ہاشمی خانوادوں میں جعفری خاندان کی پانچ ۵ دختروں نے امویوں سے رشتۂ مصاہرت قائم کیا تھا جبکہ جعفری فرزندوں میں سے کسی نے رشتہ نہیں استوار کیا تھا۔ چونکہ ان پانچ ۵ جعفری دختروں میں سے دو نے یکے بعد دیگرے دو دو امویوں سے شادی کی تھی اس لئے جعفری خاندان کے اموی دامادوں کی مجموعی تعداد سات ۷ تھی۔ بنو ہاشم کے عباسی خاندان (اولاد حضرت

عباس بن عبد المطلب کے مختلف خانوادوں) نے مجموعی طور سے بنو امیہ کے مختلف خاندانوں میں دس ازدواجی تعلقات قائم کیے تھے۔ ان میں چار شادیاں عہد اموی میں سر انجام پائی تھیں اور باقی چھ رشتے عہد عباسی میں ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ بنو امیہ کے عہد حکومت میں عباسی خانوادہ کی تین دختروں نے اموی فرزندوں سے رشتۂ ازدواج قائم کیا تھا جبکہ عباسی عہد میں اس کے برعکس معاملہ ہوا تھا یعنی اموی دختریں بنو عباس اور بنو ہاشم کے رشتۂ نکاح میں آئی تھیں۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ عہد عباسی میں پانچ اموی دختروں نے چھ عباسی فرزندوں سے نکاح کیا تھا۔ اس طرح عباسی خاندان کے مجموعی طور پر چھ افراد امویوں کے داماد تھے اور بنو امیہ کے صرف چار افراد عباسیوں کے داماد بن پائے تھے۔ ان تاریخی حقائق سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً بے محل اور غلط نہ ہوگا کہ حکمراں خاندان ہر دور میں چاہے وہ اموی ہو یا عباسی اپنی دختروں کی شادی دوسرے خاندانوں میں نسبتاً کم کرتا تھا جبکہ دوسرے خاندان سے بہوئیں زیادہ لاتا تھا۔ غالباً یہی وہ سماجی عصری قدر تھی جس کی بنیاد پر دولت بنی امیہ میں ہاشمی دختر اور دولت بنی عباس میں اموی دختر فرزندوں کی بہ نسبت زیادہ اپنے مقابل خاندانوں میں بیاہی گئی تھیں۔ چنانچہ یہ حقیقت چاہے کتنی تلخ، غیر جمہوری یا غیر اسلامی ہی کیوں نہ سمجھی جائے واضح ہوتی ہے کہ حکمراں خاندان اپنی دولت و ثروت، دنیاوی اقتدار و وجاہت اور مادی شرف و عظمت کی بنا پر شعوری یا غیر شعوری طور سے ہر دور میں دوسرے خاندان سے بلند و برتر اور معزز سمجھا جاتا ہے اور شاید ہمیشہ سمجھا جاتا رہے گا۔

ہاشمیوں اور امویوں کے درمیان قائم ہونے والے تین سو سالہ ازدواجی تعلقات کے آخری تجزیہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ مجموعی طور سے ہاشمی خاندان کے پینتالیس ۴۵ افراد نے بنو امیہ سے ازدواجی رشتے قائم کیے جن میں ہاشمی

فرزندوں کی مجموعی تعداد صرف اٹھارہ تھی یعنی 40% جبکہ ہاشمی دختروں کی تعداد۔ ستائیس[۲۷] تھی یعنی 60% لیکن اگر دوسرے رخ سے دیکھا جائے تو بنی امیہ کے کل چالیس[۴۰] افراد نے بنو ہاشم سے شادی بیاہ کے تعلقات استوار کئے تھے جن میں اموی فرزندوں کی مجموعی تعداد پچیس[۲۵] تھی یعنی 62.5% جبکہ بنی امیہ کی دختروں کی کل تعداد پندرہ[۱۵] تھی۔ یعنی 37.5%۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے افراد یا مردوزن کی مجموعی تعداد میں بنو ہاشم کے ایک حلیف اور ایک مولیٰ اور ان کی دو اموی بیویاں شامل نہیں ہیں۔ اگر ان کو بھی شامل کر لیا جائے تو صورت حال حسب ذیل ہوگی۔

بنو ہاشم		بنو امیہ	
کل افراد	۴۷	کل افراد	۴۲
کل ہاشمی	۴۵	کل اموی	۴۱
کل مرد	۱۹	کل مرد	۲۶
کل دختر	۲۸	کل دختر	۱۶

بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان اس پورے عہد میں تریپن[۵۳] شادیاں ہوئی تھیں ان میں ایک اموی حلیف کی ہاشمی دختر سے اور ایک ہاشمی مولیٰ کی اموی دختر سے شادی بھی شامل ہے۔ اگر ان دونوں کی شادی نکال دیں تو دونوں خاص قریشی خاندانوں کے درمیان کل اکیاون[۵۱] شادیاں ہوئی تھیں۔ بنو ہاشم کے چھ[۶] افراد ۔ ۲ مردوں اور ۴ عورتوں ۔ نے بنو امیہ میں دو دو شادیاں کی تھیں جبکہ بنو امیہ کے دس افراد ۔ ۶ مردوں اور ۴ عورتوں ۔ نے بنو ہاشم میں دو دو شادیاں کی تھیں۔ اور کل افراد جو ان بندھنوں میں بندھے تھے 99 تھے۔ ان

میں ہاشمی بشمول موالی ۷ ۲ تھے یعنی 7.7% اور اموی ۱۲ تھے یعنی تقریباً ۴۲ فیصد
اور ظاہر ہے کہ یہ ان ازدواجی رشتوں کے اعداد و شمار ہیں جو اب تک ہم کو معلوم ہو
سکے ہیں۔ ورنہ یہ کہنے کی بات نہیں کہ ان کے علاوہ نہ جانے کتنے رشتے ان دونوں
خاندانوں کے درمیان ہوئے ہوں گے۔ دراصل یہ بنو ہاشم و بنو امیہ کے سربرآوردہ
اور ممتاز ترین افراد کے رشتوں کی کہانی ہے، بنو امیہ اور بنو ہاشم کے عوام کے ازدواجی
تعلقات کا تاریخی جائزہ نہیں ہے کیونکہ ان کا ہم کو علم ہی نہیں۔ اور یہ یقینی ہے کہ
ان دونوں قریشی خاندانوں کے ہزاروں افراد رہے ہوں گے اور ان کے درمیان
نہ معلوم کتنے ازدواجی رشتے استوار ہوئے ہوں گے جو ہمارے ان معلوم و معروف
رشتوں سے کہیں زیادہ رہے ہوں گے۔ بہر کیف ان صبر آزما اور جاں گسل اعداد
و شمار کی مفصل بحث کا لب لباب یہ ہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں ازدواجی تعلقات
ہر دور میں قائم ہوتے رہے چاہے ان کا فیصدی تناسب ہر خاندان کے اعتبار
سے کچھ بھی کیوں نہ رہا ہو۔ خواہ وہ عہد جاہلیت ہو، نبی کریمؐ کا مبارک زمانہ ہو،
خلافت راشدہ کا دور ہو یا دولت بنی امیہ و بنی عباس کے عہد ہوں، ان
دونوں عم زاد خاندانوں میں الفت و مودت کے رشتے ہمیشہ استوار ہوتے رہے۔ رہی
دونوں کی سیاسی آویزش تو انگریزی کا مشہور مقولہ یاد رکھنا چاہیئے کہ "حکومت
وحکمرانی رشتہ داری و قرابت نہیں جانتی"۔

"Kingship Knows No Kinship."

بنو ہاشم اور بنو امیہ میں شادیوں کا خاندانی نقشہ

۱:- خاندان عبدالمطلب بن ہاشم

نمبر شمار	بیٹے / بیٹی کا نام	شوہر / بیوی کا نام	شوہر / بیوی کا خاندان
۱	ام الحکیم بیضاء بنت عبدالمطلب	کریز بن ربیعہ اموی	بنو حبیب بن عبد شمس
۲	حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب	حارث بن حرب بن امیہ	بنو امیہ اکبر / بنو حرب (سفیانی)
۳	ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب	ام جمیل بنت حرب بن امیہ	"
۴	امیمہ بنت عبدالمطلب	جحش بن رئاب (ح)	اسد (حلیف بنو حرب)

۲:- خاندان حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم

نمبر شمار	بیٹے / بیٹی کا نام	شوہر / بیوی کا نام	شوہر / بیوی کا خاندان
۵	حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب	ھند بنت ابوسفیان بن حرب	بنو امیہ اکبر / سفیانی
۶	مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب	امامہ بنت ابی العاص بن ربیع ⓧ	بنو عبدالعزیٰ بن عبد شمس
۷	عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب	جویریہ بنت زیاد بن ابی سفیان	بنو امیہ اکبر / سفیانی
۸	ام کلثوم بنت محمد بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب	یحییٰ بن حکم بن ابی العاص بن امیہ	" / بنو ابی العاص (مروانی)

۳:- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان

نمبر شمار	بیٹے / بیٹی کا نام	شوہر / بیوی کا نام	شوہر / بیوی کا خاندان
۹	محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان بن حرب	بنو امیہ اکبر / سفیانی
۱۰	زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	ابو العاص بن ربیع	بنو عبدالعزیٰ بن عبد شمس
۱۱	رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	عثمان بن عفان	بنو امیہ اکبر / بنو ابو العاص (عثمانی)
۱۲	ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	عثمان بن عفان ⓧ	
۱۳	زید بن حارثہ کلبی مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ	بنو ابی عمرو بن امیہ اکبر / بنو ابی معیط

نمبر شمار	بیٹے / بیٹی کا نام	شوہر / بیوی کا نام	شوہر / بیوی کا خاندان
	۴۔ خاندان حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب		
۱۴	عقیل بن ابی طالب بن عبدالمطلب	۱۔ فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ	بنو ربیعہ بن عبد شمس
	〃 ⊗	۲۔ فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ	〃
۱۵	علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب	امامہ بنت ابوالعاص بن ربیع	بنو عبدالعزیٰ بن عبد شمس
۱۶	رملہ بنت علی بن ابی طالب	معاویہ بن مروان بن حکم	بنو امیہ اکبر / مروانی
۱۷	خدیجہ بنت علی بن ابی طالب	ابوالسنابل عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر بن کریز	بنو حبیب بن عبد شمس
۱۸	... بنت علی بن ابی طالب	عبدالملک بن مروان	بنو امیہ اکبر / مروانی
	۵۔ حسنی خانوادہ		
۱۹	ام القاسم بنت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب	مروان بن ابان عثمان بن عفان	بنو امیہ اکبر / عثمانی
۲۰	زینب بنت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب	۱۔ ولید بن عبدالملک بن مروان	〃 / مروانی
	〃 ⊗	۲۔ معاویہ بن مروان ⊗	〃 / 〃
۲۱	نفیسہ بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب	ولید بن عبدالملک بن مروان ⊗	〃 / 〃
۲۲	فاطمہ بنت محمد بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب	ابوبکر بن عبدالملک بن مروان	〃 / 〃
	خدیجہ بنت حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب	اسماعیل بن عبدالملک بن حارث بن حکم بن ابی العاص	〃 / بنو حارث بن حکم
۲۴	حمادہ بنت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب	اسماعیل 〃 〃 〃 ⊗	〃 / 〃
۲۵	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب	رقیہ الصغریٰ بنت محمد الدیباج بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان	〃 / عثمانی
	۶۔ حسینی خانوادہ		
۲	سکینہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب	۱۔ اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان	بنو امیہ اکبر / مروانی
	〃 ⊗	۲۔ زید بن عمرو بن عثمان بن عفان	〃 / عثمانی